بیسویں صدی کے مکالمات بین المذاہب کا مختصر تاریخی وتنقیدی جائزہ

Contemporary Inter-Faith Dialogues: A Critical Analysis from Historical Angle

☆ ڈاکٹر نور حیات خان

☆☆ ڈاکٹر محمد ریاض خان

ABSTRACT

Dialogue is a medium of human understanding. Through dialogue one can express himself clearly. In the modern times human civilization is globally facing so many challenges. In this situation inter-faith dialogue can bring peace in the world. Because it is dialogue which help men understand each other and bring them close to each other. But in the contemporary period inter-faith dialogues have almost failed to achieve the noble targets. This article seeks to disclose why inter-faith dialogues have so far proved meaningless.

مفہوم:

بین المذاہب مکالمے سے مراد دنیائے مذاہب کے درمیان بحث، گفتگو، گفت وشنید اور افکار وخیالات کا تبادلہ ہے۔

انگریزی میں اس کے لئے Dialogue، عربی میں اس کے لئے حوار اور اردو میں اس کے لئے لفظ مکالمہ مستعمل ہے۔

آج کل Dilogue، حوار اور مکالمہ بین المذاہب زبان زد عام ہے۔ حوار مصدر ہے اور حور سے مشتق ہے جو مراجعۃ الکلام کو کہتے ہیں اور مجادلہ ومناظرہ کے لئے بھی مستعمل ہے[1]۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک سٹڈیز نمل H-9 اسلام آباد)

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ خیبر پختونخوا۔

جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾(۲)

''بے شک اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کررہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے، اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

حوار، مناظرہ اور مجادلہ سے مختلف ہے، حوار (مکالمہ) پسندیدہ جب کہ مناظرہ اور مجادلہ (بحث وتکرار) ناپسندیدہ (افعال) ہیں۔ اس کا خاتمہ عموماً لڑائی اور تعالی پر ہوتا ہے۔

مجادلہ (جدال) قرآن مجید میں 29 مقامات پر آیا ہے اور ناپسندیدگی کا مفہوم دیتا ہے جبکہ حوار کا قرآن مجید میں تین جگہ پر تذکرہ ہے (☆) اور یہ آپس میں تفاہم، بات چیت اور موقف وافکار کے تبادلے کو کہا جاتا ہے جو ایک پسندیدہ فعل کے طور پر استعمال ہوا ہے۔(۳)

آکسفورڈ ڈکشنری مکالمے (dialogue) کے مطالب کے بارے میں رقمطراز ہے:

To give,to meet, to exchange view,or to negotiate.(۴)

لہٰذا اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام میں اس پسندیدہ فعل Negotiation (حوار) مکالمے کی دعوت دی گئی ہے اور قرآن مجید اور آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اس پر گواہ ہے۔

بین المذاہب مکالمے کی ضرورت واہمیت:

اسلام نے دیگر اقوام ومذاہب سے تعلقات باہمی کے لئے مکالمہ بین المذاہب کا دروازہ صدر اول سے کھلا رکھا ہے اور مسلمانوں کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہر دور میں انہوں نے دیگر اقوام وملل کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری کا سلوک روا رکھا ہے یہاں تک کہ جنگ کی حالت میں بھی مسلمانوں نے اس طرز عمل کو ترک نہیں کیا اور جب 11/9 کے بعد اسلام پر چہار سو اعتراضات کی بوچھاڑ ہورہی ہے اور بہانگ دہل بعض متعصب ممالک واقوام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور تنگ نظری کی پھبتیاں کسی جارہی ہیں تو ان حالات میں تو اور بھی تعلقات باہمی کے لئے مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ آج کے عالمی تناظر میں نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں اس پہلو کو اجاگر

کیا جائے۔(۵)

اسلام چونکہ دین حق اور دین دعوت ہے اور اس کی دعوت کا دائرہ کار تمام عالم کو محیط ہے اس لئے اس کے عالمی پیغام کو دوسروں تک منتقل کرنا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔ مذاہب عالم میں اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے نہ صرف عالمگیر سطح پر دعوت وتبلیغ کا حکم دیا ہے بلکہ دوسری تہذیبوں، قوموں اور افراد کے ساتھ گفتگو اور مکالمے کے باقاعدہ اصول بھی بیان کیے ہیں۔(۶)

قرآن مجید اور سیرت طیبہ میں انفرادی سطح سے لیکر اجتماعی سطح تک مکالمے کی مثالیں موجود ہیں۔ عرب مشرکین، سرداران قریش، ورقہ بن نوفل سے لیکر نجران کے عیسائی علماء سے آپ ﷺ کا مکالمہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر مکالمہ تھا۔ اسی طرح مدنی دور میں میثاق مدینہ، جس کے بڑے فریق یہودی قبائل تھے، یہودی مکالمہ ہی کی ایک صورت تھی۔(۷)

مکالمہ بین المذاہب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دوسری قوموں کی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا تاکہ دعوت کی زبان قابل فہم اور آسان ہو کیونکہ ہم زبانی باہمی مکالمہ میں تاثیر اور قوت پیدا کرتی ہے اور انسیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اجنبیت دور ہوتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی خصوصی تربیت فرمائی تھی۔(۸)

شاہان عالم کی طرف بھیجے جانے والے سفراء کا معجزانہ طور پر انہی قوموں کی زبان میں گفتگو کرنے لگ جانا بھی دعوت وتبلیغ اور مکالمے میں زبان کی یکسانیت کی اہمیت واضح کرتا ہے۔(۹)

ارباب دانش سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ گلوبلازیشن کے موجودہ دور میں بین المذاہب مکالمہ (Interfaith Dialogue) کی ضرورت واہمیت پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ یہ وہ واحد تجویز ہے جس سے اپنے مخالف ومخاطب کو براہ راست غور کرنے کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے اور پوری طرح دلائل سے حقائق کو نکھارا جاسکتا ہے۔ یہ مکالمہ انفرادی، اجتماعی، مذہبی اور تہذیبی ہر طرح سے ہوسکتا ہے۔

کائنات میں اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو ایک خاندان (کنبہ) قرار دیا ہے اور اس کے ہر فرد کو دوسرے کا خیر خواہ بننے کا حکم دیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ مخلوق وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ نیکی کرے''۔(۱۰)

اس دور میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ بہترین نیکی یہ ہے کہ ان کو ہلاکت سے بچایا جائے اور سب سے

بڑی خیر خواہی ابدی سعادت مندی سے کسی کو ہمکنار کرنا ہے جس کے لئے بہترین وسیلہ مکالمہ بین المذاہب ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے 11/9 کے بعد اشد ضرورت ہے تاکہ اقوام عالم میں مسلمانوں کا درست تصور (Vision) پیش کیا جا سکے اور تہذیبوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکے۔ اسی وجہ سے عالم اسلام کے مایہ ناز علماء نے پوری دنیا کو دارالدعوۃ قرار دیا ہے۔

الغرض! بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری، افہام وتفہیم، کائناتی امن، عقیدہ توحید اور دیگر مشترکہ اقدار کی اساس کو مکالمے کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ مثبت مکالمہ کے ذریعے مذاہب عالم کے درمیان رقابتوں اور فاصلوں کو کم اور کشیدگی کو ختم کیا جائے۔ (۱۱)

یہ بات تاریخ سے ثابت اور اسلام کی تعلیمات اس پر شاہد ہے کہ دشمن کے دل محبت وخلوص سے جیتے جا سکتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ﴾ (۱۲)

''اور اے نبی ﷺ نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تو دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے''۔

بین المذاہب مکالمہ کے اصول:

قرآن مجید نے ایک داعی کے لئے مکالمے کے جو بنیادی اصول بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ﴾ (۱۳)

''آپ ﷺ لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلائیں اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقہ سے بحث کیجئے''۔

اسلام کے اس امتیازی وصف کو سید سلیمان ندوی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''یہ نکتہ کہ کس طرح

لوگوں کو سچائی قبول کرنے کی دعوت دینی چاہئے، دنیا میں پہلی دفعہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ترجمانی سے ادا ہوا، وہ مذاہب بھی جو الہامی اور تبلیغی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے صحیفوں نے ان کے لئے تبلیغ کے اہم اصول کی تشریح کی ہے لیکن صحیفہ محمدی ﷺ نے نہایت اختصار لیکن پوری تشریح کے ساتھ اپنے پیروؤں کو یہ بتایا کہ پیغام الٰہی کو کس طرح لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان کو قبول حق کی دعوت کس طرح دی جائے۔(۱۴)

اسلام کی دعوت عیسائیت کی طرح محدود نہیں ہے کہ جس کی دعوت صرف اسرائیل کے گھرانے تک محدود ہو(15)۔اسلام نے اپنے پیروؤں کو نہ صرف دین اسلام کی ترویج واشاعت کا حکم دیا ہے بلکہ دیگر مذاہب اور تہذیبوں کے ساتھ مکالمے کے بنیادی اصولوں کی تعلیم بھی دی ہے۔حضور ﷺ نے ان اصولوں کو عملی جامہ پہنا کر دنیائے عالم کے سامنے پیش کیا ہے۔

اسلام کی ترجیح اور بین المذاہب مکالمہ:

اسلام کے تاریخی واقعات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کو دو متضاد (جنگ وامن) قسم کے حالات سے واسطہ پڑا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ امن کو ترجیح دی ہے بطور مثال صلح حدیبیہ کے واقعہ کو مدنظر رکھا جائے کہ جس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی دل شکنی کے باوجود ایسی شرائط پر صلح کر لی کہ جو بظاہر مسلمانوں کی شکست کو ظاہر کر رہی تھیں لیکن درحقیقت یہ واقعہ صلح، مکالمہ کے لئے ایک آزادانہ ماحول فراہم کر رہا تھا تا کہ مسلمان اور مشرکین مکہ ایک دوسرے کے موقف کو سنیں اور سمجھیں، بقول امام زہریؒ لوگ ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے، باہم ملتے باتیں ہوتیں، کوئی عقل مند ایسا نہ تھا کہ جس سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی اور اس نے اسلام قبول نہ کر لیا ہو۔(۱۶)

بالاختصار یہ کہا جا سکتا ہے کہ باہمی مکالمہ اور امن وامان کا ماحول اسلام کی ضرورت ہے۔یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ جب بھی دلائل کی بنیاد پر گفتگو ہوگی تو میدان ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے ہاتھ ہی رہے گا۔(۱۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ﴾۔(۱۸)

''وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کیسا ہی ناگوار ہو''۔

اسلام کے ٹھوس اور سلیم الفطرت دلائل ہی مکالمہ بین المذاہب میں ہمارے ہتھیار ہیں یہی وجہ ہے کہ آج مغرب اس ہتھیار سے شکست خوردہ ہوکر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے کیونکہ علمائے (عیسائیت) نجران کا مکالمہ ہو آپ ﷺ کے ساتھ یا بعد کے ادوار میں مسلمان علماء اور سکالرز سے عیسائیوں یا دوسرے اھل مذاہب کا مکالمہ ہو وہ کبھی بھی جیت نہیں سکے ہیں۔ لہٰذا مکالمے کے دروازے کو کسی صورت میں بند نہیں کرنا چاہئے۔

مکالمہ بین المذاہب اور مشترکہ اقدار کی تلاش:

بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ نسل انسانی کی فلاح اور بہتری کے لئے دیگر مذاہب کے ساتھ مکالمہ میں مشترکات پر زور دیں جیسا کہ قرآن کا منہج ہے:

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا﴾۔ (۱۹)

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسے قول کی طرف آجاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں''۔

اور آپ ﷺ کے شاہان عالم کے مکالماتی خطوط میں اس آیت کا حوالہ دینا اور سفرائے اسلام کا شریعتوں کے مزاج کے مطابق مخاطب سے گفتگو کرنا مکالمہ بین المذاہب کے جواز کے لئے کافی ہے۔ (۲۰)

بین المذاہب مکالمہ کے جواز کے لئے یہ کافی ہے کہ انبیائے کرام کی دعوت کا ایک طریقہ مکالمہ بھی رہا ہے جیسا کہ نوحؑ نے اپنی قوم سے اس قدر مکالمہ کیا کہ قوم نے اس کو جدال کا نام دیا:

﴿قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا﴾۔ (۲۱)

اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مکالمہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے طویل مکالمہ جگہ جگہ قرآن کی زینت بنا ہوا ہے۔

الغرض دعوت الی الحق کے لئے مکالمہ بہترین وسیلہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حق کی دعوت کو بہترین دعوت قرار دیا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (۲۲)

''اوراس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں''۔

ہر مذہب میں حسن اخلاق کو پسند اور رذائل اخلاق کو ناپسند کیا جاتا ہے لہٰذا مکالمہ بین المذاہب میں ایسے اوصاف کو اجاگر کرنے پر زور دینا چاہئے جو حسن اخلاق یا اخلاقیات کے زمرے میں آتے ہوں مثلاً عدل وانصاف امانت وصداقت، ہمدردی، سچائی، وفائے عہد، ضبط نفس اور فرض شناسی وغیرہ اور رذائل اخلاق سے اجتناب پر زور دینا چاہئے جیسے خود غرضی، چوری، ڈاکہ زنی، رشوت، غبن، ناانصافی اور ظلم وغیرہ۔

مکالمہ بین المذاہب کے اسلوب:

قرآن مجید نے اس سلسلے میں درج ذیل اسلوب اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔

ا۔ براہ راست مکالمہ برائے دعوت توحید:

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾[۲۳]

''اے کتاب والو! ایک مشترک بات یعنی ایک اللہ کی بندگی پر ہم سب متفق ہو جائیں''۔

۲۔ مکالمہ کا اسلوب ناصحانہ اور یاددہانی کا ہو:

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾[۲۴]

''اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تم کو نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی''۔

۳۔ اسلوب ترغیب وترہیب:

انسانوں کی خیر خواہی کا ایک قرآنی اسلوب یہ بھی ہے کہ کبھی ترغیب کے ذریعے اور کبھی ترہیب کے ذریعے دعوت فکر دی جاتی ہے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ﴾(۲۵)

''کاش! انہوں نے تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔ اگر چہ ان میں کچھ لوگ راست رو بھی ہیں لیکن ان کی اکثریت سخت بدعمل ہیں''۔

۴۔　اسلوب انکار ورد:

قرآن نے اسلوب مکالمہ میں ردوانکار کا اسلوب بھی اپنایا ہے جیسا کہ اس آیت کریم سے ظاہر ہوتا ہے۔

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(۲۶)

''اے کتاب والو! کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم خود ان کا مشاہدہ کررہے ہو، اے کتاب والو! کیوں حق کو باطل کا رنگ چڑھا کر مشتبہ بناتے ہو! کیوں جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہو؟''۔

مکالمہ کے آداب:

مفید مکالمہ بین المذاہب کے آداب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ **صدق وسچائی کا التزام:** اسلئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سچی ہیں ﴿وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾(۲۷) اور مومنوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتقوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾(۲۸)۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو''

۲۔ **عدل واحسان:** اللہ نے ہر اپنے اور پرائے کے ساتھ عدل کا حکم دیا اور اسی میں احسان کا پہلو نکھر جاتا ہے کہ کسی کے ساتھ بے لاگ عدل کا رویہ اپنایا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبىٰ﴾(۲۹)۔

''اور بات میں عدل سے کام لو اگر چہ یہ رشتہ دار کے بارے میں کیوں نہ ہو''۔

''اور احسان کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند کرتا ہے''۔(۳۰)

۳۔ علمی طریقہ اپنانا: جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ ناقل ہیں تو صحت کا خیال رکھیں اور اگر مدعی ہیں تو دلیل پیش کریں۔ اور اسی پر اللہ کا یہ ارشاد ال ہے۔

﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾(۳۱)

''دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو''۔

۴۔ قول وفعل کے تضاد سے بچنا: مفید مکالمہ کے لئے ضروری ہے کہ کلام اور دلیل میں تناقض نہ ہو کیونکہ ایسا کرنے سے اعتماد ختم ہوجاتا ہے جیسا کہ مشرکین مکہ کی باتیں بے اثر ہوگئی تھیں کہ کبھی نبی ﷺ کو ساحر اور کبھی جادوگر اور کبھی کیا اور کبھی کیا کہتے تھے۔ اور آج کل کے متمدن اور تہذیب کے دعویداروں کا مکالمہ اسی کا شکار ہے۔ مسلمان مورد الزام جبکہ خود قول وفعل کے تضاد وتناقض کا شکار ہیں۔ مسلمانوں پر تشدد ودہشت گردی کا الزام جبکہ خود عملی متشددین اور دہشت گرد ہیں، انتہا پسند ہندوؤں کی سرگرمیاں اور بلیک واٹر کی سرگرمیاں خود دہشت گردی پر مبنی ہیں۔ اس کی واضح مثال ریمنڈ ڈیوس کیس کی امریکی پشت پناہی ہے۔

۵۔ ثابت شدہ امور کا اقرار واتفاق: یہ بات مکالمہ بین المذاہب کے آداب میں داخل ہے کہ شرعی ثابت شدہ امور اور دینی مسلمات کو موضوع مکالمہ نہیں بنایا جاسکتا اور نہ اس سے انکار ممکن ہے بصورت دیگر اس سے تعلقات خراب ہونگے اور مقصد فوت ہوجائیگا۔(۳۲)

۶۔ مکالمے کے لئے اہلیت بھی شرط ہے: اور یہ کیسے ممکن ہوگا کہ باطل کا ہتھیار لے کر حق کا دفاع کیا جائے۔ بغیر اہلیت کے مکالمہ کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ لہٰذا مکالمہ کو مفید بنانے کے لئے متخصصین کا ہونا ضروری ہے تاکہ حق جس کے پاس بھی ہو وہ نکھر کر سامنے آجائے اور باطل زائل ہوجائے۔

۷۔ مکالماتی نتیجہ کو تسلیم کرنا: مکالمہ بین المذاہب کی روشنی میں جو نتائج سامنے آئیں اس کو کھلے دل سے تسلیم کرنا چاہیئے بصورت دیگر یہ سارا شغل عبث اور فضول اور وقت وسرمایے کا ضیاع ہوگا۔

۸۔ اجتہادی اور فکری نتائج کے غیر حتمی ہونے کا اعتراف: یہ اسلئے ضروری ہے کہ اجتہادی آراء نسبتی امور ہیں صحت وعدم صحت کا امکان رکھتے ہیں مخالف کو ایسے امور پر مجبور کرنا مکالمے کو ناکام بنانے کے مترادف

ہے کیونکہ اس میں دونوں جانب احتمال ہے۔ (۳۳)

۹۔ معاملات میں یکسانیت: مکالمہ بین المذاہب کو مفید بنانے کے لئے معاملات کو یکسانیت سے دیکھنا پڑے گا خواہ معاملات وواقعات کا تعلق مغربی دنیا سے ہو یا مشرقی دنیا (مسلمانوں) سے۔ ظلم اور ظالم جہاں بھی ہو ظلم اور ظالم ہے خواہ اس کا تعلق مسلمان دنیا سے ہو یا غیر مسلم دنیا سے اس میں تجاہل اور طرفداری مکالمے کے مقاصد کو ناکام بنائیں گے...... مغرب کا کردار اس سلسلے میں انصاف پر مبنی نہیں ہے۔

۱۱۔ دوسروں کے احساسات اور تجربات کا احترام: کامیاب مکالمات کے لئے اس بات کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے کہ دوسروں کے احساسات اور تجربات کا احترام کیا جائے کیونکہ ہر شخص کو اپنی آراء عزیز اور دوسروں سے بہتر اور ٹھیک لگتے ہیں۔ اگر اس سے تجاہل اور تعلّی کا معاملہ برتا گیا اور اسے کمتر سمجھا گیا تو مکالمے کو اس طرز عمل سے کامیاب ہونے کے بجائے ناکام بنا دیں گے۔

علاوہ ازیں مکالمہ بین المذاہب کو بعض غیر ضروری باتوں سے بچانا بھی ضروری ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ بے فائدہ اور بے حقیقت کلام سے اجتناب۔

۲۔ اتہامات اور الزامات سے پرہیز۔

۳۔ ذومعنی اور غیر واضح اصطلاحات کے استعمال سے گریز۔

۴۔ حالات کو مدنظر رکھنا۔

۵۔ اچھے اور چیلنجنگ انداز میں گفتگو لیکن استہزاء، اعتراضات اور غصہ وتحقیر سے بچنا اور مخاطب کے ساتھ انتہائی خیرخواہانہ واحترامانہ انداز کو اپنانا۔

۶۔ کلام کو غیر ضروری طول دینے اور مخاطب کی باتوں کو کاٹنے اور منقطع کرنے سے گریز کرنا کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے خرابیاں پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں مثلاً خود پسندی اور نفس سے متاثر ہونا اور متکلم کا تکبر علمی اور دوسروں کے علم، وقت اور ظروف کی تحقیر جیسے صفات لازم آتے ہیں۔

۷۔ مکالمہ سننے اور سنانے کے حوصلے کا نام ہے لہٰذا مکالمہ کرنے والے کے اندر سننے کی استعداد ہونا لازمی ہے صرف سنانے سے کسی کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مدمقابل کی بات ٹھنڈے دل سے سنی جائے ورنہ بہت سے فوائد سے ہم محروم رہ جائیں گے۔

۸۔ **غلطی کا اعتراف:** جہاں غلطی ہوئی ہے اس کا اعتراف بھی ضروری ہے اسلئے کہ غلطی سے مبراء ومعصوم انبیاء ہوتے ہیں اور انسانی ناطے سے غلطی ممکن ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

[كُلُّ ابْنُ آدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ] (۳۴)۔

''ہر انسان سے غلطی سرزد ہوتی ہے لیکن بہترین غلطی کرنے والا وہ ہے جو اس سے رجوع کرنے والا ہو''۔

۹۔ **عجلت اور جلد بازی سے پرہیز کرنا:** بھی مکالمہ کو مفید بناتا ہے اس سلسلے میں سیرت الرسول ﷺ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ انتہائی صبر واستقامت کے ساتھ مخاطب ومخالف کی باتوں کو سن کر جواب ارشاد فرماتے۔ (۳۵)

مکالمہ بین المذاہب کے مقاصد واہداف:

مکالمہ بقول ایک عرب سکالر: **فضيلة اخلاقية وحاجة طبيعية وضرورة انسانية** (۳۶) ''جو ایک اخلاقی فضیلت، طبعی حاجت اور انسانی ضرورت ہے'' اس کے کچھ اہداف اور مقاصد ہیں جو سطور ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک متوسط راہ عمل اپنانا جو طرفین کے لئے قابل عمل ہو۔

۲۔ طرفین/ اطراف کے وجہات نظر کا تعارف حاصل کرنا۔

۳۔ مختلف موجود/ حاصل شدہ (availible) آراء اور تصورات کا مکمل استقصاء اور استقراء تا کہ اس سے افضل اور ممکن نتائج تک رسائی حاصل ہو جائے جو طرفین یا مشارکین کے ہاں مسلم ہوں اور مشکلات کے حل میں اساس کا کام دے سکیں اور محبت وانس کا ذریعہ بنیں۔

اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ مکالمہ اور بحث ومباحثہ میں لڑائی جھگڑا اور قطع تعلق پیدا ہوا ہو بشرطیکہ فضول گفتگو عبثیات اور قیل وقال سے گریز واجتناب کیا جائے ویسے بھی یہ اعمال اسلام میں ناپسندیدہ ہیں۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ایک شخص کا بہترین اسلام یہ ہے کہ وہ فضول (لایعنی) کام چھوڑ دے''۔ (۳۷)

ایک اور موقع پر یوں فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند کی ہیں: قیل وقال، ضیاع

مال اور کثرت سوال"(۳۸)

۴۔مکالمہ کے اہداف ومقاصد میں سے ایک حق کی وضاحت اور اس پر برہان ودلیل قائم کرنا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی ابہام باقی نہ رہے اور یہ عین ربانی حکم بھی ہے:

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(۳۹)"کہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو"۔

۵۔علاوہ ازیں حق کے اظہار اور قبول کرنے میں جو حائل شبہات ہیں ان کو علمی انداز سے زائل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت ودانائی سے تعبیر فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت ودانائی اور موعظت ونصیحت کے ساتھ بلایئے"۔(۴۰)

۶۔فساد وافتراق اور بدامنی کے اصل اسباب کی تلاش:

مکالمہ بین المذاہب کے اہداف ومقاصد میں سے ایک اہم ہدف ومقصد یہ ہونا چاہئے کہ فساد، افتراق، بدامنی اور دہشت گردی وانتہاپسندی کی وجوہات کیا ہیں؟ ۔مکالمہ کو اصل اسباب تک رسائی کا ایک ذریعہ بنانا چاہئے۔عصر حاضر میں عالمی افق پر بدامنی،تصادم اور بے چینی سے ہر متنفس اور انسان پریشان ہے۔اس گلوبل ویلج میں سیاسی،اقتصادی،فکری واخلاقی اور مذہبی وسماجی ہر طرح ظلم وتعدی اور عدم اطمینان کے علاج کے لئے مکالمہ بین المذاہب کو بطور ڈھال Tool استعمال کرنا چاہئے۔

۷۔ امن وچین اور سکون انسانیت کی مشترکہ ضرورت ہے۔اور اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے جیسا کہ اہل مکہ خاص کر قریش پر اس امن کو بطور تذکیر نعمت ذکر فرمایا: وَآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (۴۱) "اور انہیں خوف سے بچا کر امن عطا کیا"۔اسلام میں امن کو بہت اہمیت دی گئی ہے بقول ایک مصری سکالر: والتعايش السلمي المشترك هدف اسلامي نبيل مقابل الصراع (۴۲)"لڑائی جھگڑے کے مقابلہ میں باہم امن سے زندگی بسر کرنا ایک قابل قدر اسلامی ہدف ہے"۔

لہٰذا بین المذاہب مکالمہ کو اس عظیم مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ اور وسیلہ بنانا چاہئے جو تمام مذاہب کے پیروکاروں کی یکساں ضرورت ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ (۴۳)"زمین کو اس نے سب مخلوق کے لئے بنایا ہے"۔

اسلام نے امن کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر دشمن (فرق ثانی) جنگی حالات میں کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ امن کی طرف میلان رکھتا ہو تو تم بھی اس سے امن کے لئے مائل بہ صلح ہو جاؤ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اے نبی ﷺ! اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہو تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو''۔(۴۴)

مکالمہ بین المذاہب کی مختصر تاریخ:

حوار (مکالمہ) کی کئی ایک شکلیں ہیں مثلاً ☆ انفرادی اور براہ راست مکالمہ۔☆ خط وکتابت کے ذریعے مکالمہ۔☆ ملاقاتوں کے ذریعے اور لوگوں کے سامنے ☆ اور اجتماعات وکانفرنسوں میں بحث ومباحثہ۔

مکالمہ خواہ انفرادی اور براہ راست ہو یا خط وکتابت کے ذریعے، ملاقاتوں کے ذریعے ہو یا پھر اجتماعات اور کانفرنسوں کے ذریعے، اسلامی تاریخ کے حوالے سے اس کی بنیاد رسول کریم ﷺ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی اور قرآن وسنت میں اس کے تذکرے، مثالیں اور نمونے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

ابتدائے اسلام میں ورقہ بن نوفل یا پھر نصاریٰ نجران کے وفد سے آپ ﷺ کی بات چیت ہو۔یہودیوں سے ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ کی گفت وشنید اور تجارتی معاملات یا سلاطین وقت کو آپ ﷺ کے مراسلات ہوں، اپنی نوعیت کے اعتبار سے مکالمہ بین المذاہب کی مختلف اشکال ہیں۔

ان مکالمات کا دائرہ کار عام افراد سے لیکر متخصصین علماء اور پھر حکومتی سطح (خلیفہ وقت) تک وسیع نظر آتا ہے۔علاوہ ازیں خط وکتابت اور مراسلات کے ذریعے بھی یہ مکالمہ ہوتا رہا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے دور سے لیکر اسلامی سلطنت کے غلبے کے دور تک ان مکالمات کے موضوعات اکثر عقیدہ اور کلامی نوعیت کے ہوتے تھے لیکن ان میں مشارکین پر کسی قسم کا دباؤ، تنگی اور پابندی نہیں آنے دی گئی بلکہ مکمل آزادانہ اور روادارانہ ماحول میسر تھا جو اسلام اور مسلمانوں کا مزاج رہا ہے۔

تاہم بیسویں صدی میں ان مکالمات میں خاصی تبدیلی دیکھنے میں آئی اور اس کا دائرہ کار بھی خاصا تبدیل اور وسیع ہو گیا ہے۔زندگی کے بہاؤ میں تیز رفتاری، تنوع، سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی اور تقدم، جدید اصطلاحات اور علوم میں ترقی وتنوع، اقوام عالم کے آپس میں اختلاط اور تعلق نے اس میں مزید وسعت پیدا کر دی ہے۔ ان مکالمات کا دائرہ کار اسی طرح افراد کی سطح سے لیکر رسائل اور خط وکتابت سے ہوتا ہوا کانفرنسوں اور سیمیناروں تک پھیلا ہوا ہے البتہ مکالمات کا ماحول اور مزاج بہت ہی بدل گیا اور وہ آزادی بھی میسر نہیں رہی جو اسلام کا مزاج تھا کیونکہ اس دور میں اسلام غالب حیثیت میں نہیں رہا۔عام افراد کے مکالمات کو چھوڑ کر علماء کی سطح پر جو مکالمات بیسویں صدی میں ہوئے ہیں ان میں شریک چند نامور علماء کے نام یہ

ہیں:

شیخ طاہر الجزائری (۴۵)، شیخ عبداللہ العلمی الغزی الدمشقی (۴۶)، شاب مسلم (محمد مختار) (۴۷)، شیخ بھجۃ البیطار لبنانی (۴۸)، شیخ سیدی غازلبا انڈونیشی (۴۹)، شیخ احمد دیدات افریقی (۵۰)، مفتی شیخ احمد کفتار وشام (۵۱)، علاوہ ازیں شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ (۵۲) اور ڈاکٹر ذاکر نائیک ہندوستان (۵۳) کے معروف اہل علم اور مناظر ہیں۔

بیسویں صدی کے مکالمات (سیمینارز اور کانفرنسوں) کا مختصر تاریخی جائزہ:

ان مکالمات کا انتظام اکثر وبیشتر حکومتی یا مملکتوں کی سطح پر یا پھر ان کے ماتحت وزارتوں کے اہتمام سے یا دینی ومذہبی جماعتوں، مؤسسات یا سوسائٹیوں کے زیر اہتمام منعقد کئے گئے ہیں اور بیسویں صدی کی صحافتی تاریخ میں عموماً ان کا تذکرہ ہوتا رہا ہے۔ یاد رہے اس قسم کے مکالمات عموماً مسیحیوں کے انتظام اور دعوت پر منعقد کئے گئے ہیں۔ (۵۴)

ان میں سے چند ایک مشہور کانفرنسوں، سیمینارز اور میٹنگز کا تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جا رہا ہے:

نمبر شمار	سیمینار/کانفرنس/اجتماع/ملاقات	تاریخ ومقام انعقاد	زیر انتظام/اہتمام
1	عالمی مذاہب کانفرنس	1926ء/لندن	عالمی مجلس برائے ادیان
2	عالمی مذاہب کانفرنس	1937ء/سربن (پیرس)	عالمی مجلس برائے ادیان (55)
3	مکالمہ امن (دارالسلام)	1950ء/قاہرہ (مصر)	کیتھولک چرچ (مصر) بخواہش ویٹکن روم (56)
4	مسلم مسیحی کانفرنس (اول)	1954ء/مشرق وسطی امریکی دورس جمعیت	حمدون۔ بیروت لبنان (57)
5	کانفرنس برائے نفاذ مسلم مسیحی تعاون	1955ء/مصر (اسکندریہ)	مذکور نہیں (85)
6	عیسائیت اسلام اجتماع	1965ء/(لبنان) بیروت	مرکز تنظیم محاضرات
7	راہنمایان مذاہب کانفرنس	1967ء /انڈونیشیا (جکارتہ)	حکومت انڈونیشیا

8	مسلم مسیحی تمہیدی ملاقات	1968ء/سوئٹزرلینڈ (جنیوا)	عالمی چرچز کونسل (59)
9	مسلم مسیحی اجتماع (ملاقات) برائے مشورہ	1969ء/سوئٹزرلینڈ (جنیوا)	عالمی چرچز کونسل (60)
10	کانفرنس برائے مکالمہ برائے اتباع زندہ ادیان	1970ء/لبنان (بیروت)	عالمی چرچز کونسل
11	مذہب اور امن (عالمی کانفرنس)	1970ء/جاپان (کیوٹو)	ریلیجیس لیگ جاپان ہولڈ کونسل آف چرچز (61)
12	علمی سیمینار (اسلام شریعت کے بارے میں) اور اسلام میں انسانی حقوق	1 9 7 2ء/ریاض، پیرس جنیوا، ویٹکن، سٹراسبرگ (جرمنی)	وزارت عدل حکومت سعودی عرب اور یورپ (62)NGO,s
13	کانفرنس (آواز) برائے حقیقت تفاہم وتعاون انسانی	1 9 7 2ء/لبنان (رومانا۔بیروت)	عالمی چرچز کونسل (63)
14	گانا کانفرنس	1974ء/گانا (غانا) (اکرا)	عالمی چرچز کونسل
15	بین الاقوامی مسیحی کانفرنس (اول)	1974ء/ہسپانیہ (قرطبہ)	سپین مسلم مسیحی دوستی کونسل (64)
16	پہلی مسلم مسیحی اجتماع (ملاقات)	1974ء/تونس	مرکز دراسات برائے اقتصادی واجتماعی ریسرچ جامعہ تونس
17	کانفرنس استشاری برائے مشترکہ عمل جنوب مشرقی ایشیاء میں	1975ء/ہانگ کانگ	عالمی چرچز کونسل (65)
18	مسلم مسیحی سیمینار برائے مکالمہ	1976ء/لیبیا (طرابلس)	وزارت خارجہ لیبیا اور ویٹکن روم (66)
19	کانفرنس برائے بشارت مسیح واسلامی دعوت	1976ء/سوئٹزرلینڈ (جنیوا)	عالمی چرچز کونسل اور اسلامک سنٹر برطانیہ 67)
20	کانفرنس برائے مسلم مسیح مکالمہ (حاضر ومستقبل)	1976ء/جنیوا	عالمی چرچز کونسل اور اسلامک سنٹر برطانیہ

21	کانفرنس بنام: یورپ میں مسلم مسیحی احوال کا مطالعہ	1976ء/آسٹریا (ویانہ)	مسلم مسیحی تعلقات کے لئے دائمی کمیٹی (ویٹکن)
22	بین الاقوامی مسلم مسیحی کانفرنس (ثانی)	1977ء/سپین (قرطبہ)	
23	آسٹریا کانفرنس	1977ء/آسٹریا	لاہوت کیتھولک کالج آسٹریا
24	کانفرنس بنام: ایمان علم ٹیکنالوجی مستقبل انسانیت	1977ء/لبنان (بیروت)	عالمی چرچز کونسل اور 6 مسلمان ممالک کے اشتراک سے
25	مسلم مسیحی ملاقات	1978ء/قاہرہ (مصر)	از ہرشریف اور امانۃ سر دائمی کمیٹی ویٹکن برائے تعلقات مسلمان
26	مسلم مسیحی وطنی کانفرنس (سوم) برائے مکالمہ	1978ء/فلفین (تاغایتی)	جمعیت اسلامیہ فلفین (68)
27	مسلم مسیحی تمہیدی ملاقات	1979ء/جنیوا	عالمی چرچز کونسل (69)
28	مسلم مسیحی ملاقات (دوم)	1979ء/تونس	مرکز دراسات اور اجتماعی واقتصادی ابحاث جامعہ تونس (70)
29	اسلام عیسائیت مناظرہ	1980ء/سوڈان (خرطوم)	ھیئۃ احیاء النشاط الاسلامی اور سعودی سفارتخانہ خرطوم (71)
30	مسلم مسیحی ملاقات (عمان)	1982ء/اردن (عمان)	مؤتمر عالم اسلامی برائے بیت المقدس (عمان) (72)
31	کانفرنس بنام: اقلیتیں اور اکثریتیں	1981ء/نیویارک	
32	مکالمہ بین المذاہب کانفرنس	1984ء/اردن	حکومت اردن (73)
33	مکالمہ بین الادیان کانفرنس	1986ء/چیکوسلواکیہ	مؤتمر عالم اسلامی

34	بین الاقوامی کانفرنس برائے مسلم مسیحی مکالمہ	1986ء/وارسا	مؤتمر عالم اسلامی
35	مشترکہ مسلم مسیحی اجلاس	1992ء/روم	بخواہش پوپ(74)
36	نوع بشر امن سیمینار	1993ء/آسٹریا (75)	
37	بین الاقوامی کانفرنس برائے مذاہب وامن(WCRP)	1992ء/جاپان	الیجہ سنٹر برائے بین المذاہب مکالمہ
38	بین الاقوامی مسیحی اسلامی کانفرنس اول	1993ء/آسٹریا(76)	
39	مسیحی مسلم یہودی مکالمہ(برائے امن)	دسمبر 1994ء/بیت لحم یونیورسٹی	اللیجہ بین المذاہب مکالمہ سنٹر اور بین المذاہب اسرائیلی ایسوسی ایشن(77)
40	کانفرنس بنام:امن کے کلچر میں مذاہب کا کردار	1994ء/سپین(بارسلونا)	UNESCO
41	کانفرنس :امن سب کے لئے (مکالمہ بین الادیان)	1994ء/سوڈان(خرطوم)	مجلس الصداقۃ الشعبیۃ العالمیۃ جمعیۃ حوار الادیان فی السودان(78)
42	المسلمون وحوار الحضارات فی العالم المعاصر	1995ء/اردن عمان	مؤسسۃ آل البیت(79)
43	تمدن اور تہذیبوں کے مابین مکالمہ	1996ء/لندن	دی ڈپلومیٹ(80)
44	کانفرنس برائے مسلم مسیحی مکالمہ	1996ء/جرمنی	
45	بین الاقوامی مسیح اسلامی کانفرنس(دوم)	1997ء/آسٹریا(81)	

46	اسرائیلی فلسطینی تنازعہ ورکشاپ	جون 1997ء/ بیت لحم یونیورسٹی	ریسرچ سنٹر بیت اللحم یونیورسٹی (82)
47	مذاہب کی شاہراہیں	جون 1997ء/ مالٹا	UNESCO
48	مسلم یہودی مکالمہ	اپریل 1997ء/	FAQ,s
49	الحوار (مکالمہ) المشترک بین الاسلام والمسیحیۃ	1997ء/ اردن (عمان)	المعھد الملکی للدراسات الدینیۃ کنیسۃ السوید (83)
50	الدعوۃ الاسلامیۃ والرسالۃ المسیحیۃ فی القرن القادم	1997ء/ ویٹی کن (پوپ کالج برائے عرب واسلامی علوم)	جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ (لیبیا) المجمع البابوی للحوار بین الادیان (84)
51	ایک ہی دنیا کے سب ساجھی (کانفرنس)	1997ء/ آسٹریا (ویانا)	(پاکستان میں بھی اس قسم کی کئی ایک کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں مثلاً
52	مسلم مسیحی کانفرنس	1998ء/ ملتان (پاکستان) (پاسٹری انسٹی ٹیوٹ)	مسلم مسیحی رابطہ کمیشن پاکستان
53	اجلاس بنام: مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم	1998ء/ پاکستان (لاہور)	زیر صدارت ڈاکٹر محمد طاہر القادری
54	عالمی امن وہم آہنگی کے لئے مسلم مسیحی مکالمہ (سیمینار)	1999ء/ پاکستان (لاہور)	زیر صدارت محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان)
55	انیسویں صدی اور بین المذاہب مکالمہ (سیمینار)	1999ء/ پاکستان (لاہور)	قومی مسلم مسیحی رابطہ کمیشن کے سیکرٹری فادر جیمز چنن کی دعوت پر (85)
56	سیمینار برائے مکالمہ بین الادیان	1998ء/ رباط (86)	
57	دنیائے مذاہب کی ترقی مکالمہ (World faiths development dialogue)	فروری 1998ء	FAQ,s

58	سالانہ بین الاقوامی بین المذاہب کانفرنس (IIC)	مارچ 1998ء/آکسفورڈ	West minister college Oxford
59	تکثیریت اور تعمیر ملت ورکشاپ	دسمبر 1998ء/ بیت لحم یونیورسٹی	باشتراک پروفیسر معید الحق، حیفہ یونیورسٹی
60	بین الاقوامی کانفرنس برائے مذاہب وامن	مارچ 1999ء/اردن (عمان)(87)	
61	سالانہ بین الاقوامی بین المذاہب کانفرنس (IIC)	مارچ 1999ء/UK	Oxford UK
62	امن کا مقابلہ (کھیل)	اپریل 1999ء/ اردن (عمان)	اردن سفارتی کالج اور مسلح افواج اور UNESCO
63	بین الاقوامی بین المذاہب اسمبلی	اکتوبر 1999ء/ ویٹی کن	روم ویٹی کن
64	چوتھا سالانہ کانفرنس برائے امن اور عدم تشدد	1999ء/ انڈیا (دہلی)	Anuvrat Globle Organisation
65	فلسطینی اسرائیلی طلبہ اساتذہ پہلی ملاقات	ستمبر 2000ء	Konrad Adenauer Foundation
66	بین الاقوامی بین المذاہب کانفرنس (IIC)	2000ء (88)	
67	بین الاقوامی عیسائی اسلامی گول میز کانفرنس (اول)	2000 (ویانا)	وائی سیروٹا عاملہ کمیٹی (89)
68	امن کا سمندر (مذاہب وثقافت کانفرنس)	ستمبر 2000ء/ پرتگال	سینٹ ایجید یو کمیونٹی (90)
69	بین الاقوامی بین المذاہب نیٹ ورک میٹنگ	مارچ 2001ء/آکسفورڈ	international interfaith organisation (Oxford)

70	بین الاقوامی بین المذاہب شورائی کانفرنس (برائے امن، تحفظ اور ہم آہنگی)	اپریل 2001ء/ سیرالیون	Freetown Siera Leone
71	نئے ہزاریے میں مذاہب اور تہاذیب اور مکالمے کی حدود	ستمبر 2001ء	Sant Egidio
72	عالمی ادیان وثقافت کی تنوع (مکالمہ)	نومبر 2001ء/ Unesco	اقوام متحدہ (91)
73	بین الاقوامی عیسائی اسلامی گول میز کانفرنس (دوم)	2001ء/ ویانا	وائی سیروٹا عاملہ کمیٹی
74	بین المذاہب حج کانفرنس	فروری 2002ء/ انڈیا	عالمی فیلوشپ بین المذاہب کونسل (92)(WEIRC)
75	راہنمایان مذاہب تمہیدی ملاقات	جون 2002ء/ تھائی لینڈ	ورلڈ کونسل برائے راہنمایان مذاہب
76	ایشیائی امن ومذاہب کانفرنس	جون 2002ء/ انڈونیشیا	
77	مذاہب اور کلچر میں تنازعات اور مکالمے (سالانہ اجتماع)	ستمبر 2002ء/ Polerme,Sicily Italy	Sant Egidio
78	بین الاقوامی عیسائی اسلامی گول میز کانفرنس (سوم)	2002ء/ ویانا	وائی سیروٹا عاملہ کمیٹی (93)
79	مذہب کی نظر میں، عالمگیریت، اخلاق، روحانیت اور مذاہب	اپریل 2003ء/ روس	St.Petersburg,Russia
80	کانفرنس بنام: مذہب اور عالمگیریت	جولائی 2003ء/ تھائی لینڈ	پیاپ یونیورسٹی اور مذہب وکلچر شعبہ پیاپ یونیورسٹی۔

81	بین المذاہب ملاقات (مذہب، مہمان نوازی، عداوت اور انسانیت کا فروغ)	دسمبر 2003ء/ سپین	
82	پہلی بین المذاہب کانفرنس	جون 2004ء/ ناروے (اوسلو)	گورنمنٹ آف ناروے اور ناروین چرچ (94)
83	امن کا راستہ (عقل اور طاقت کی ہم آہنگی	جولائی 2004ء/ سپین	سپین کونسل (پارلیمنٹ) برائے عالمی مذاہب
84	(عراق میں) امن کی تعمیر (تکثیر مذاہب تعاون)	جولائی 2004ء/ جاپان	Parliment for Religions(WCPR)
85	پہلی بین المذاہب کانفرنس	ستمبر 2004ء/ اسلام آباد (پاکستان)	ورلڈ کونسل آف ریلیجنز برائے امن وعدل اجتماعی
86	بین المذاہب ہم آہنگی (مکالمہ)	دسمبر 2004ء/ انڈونیشیا	امور خارجہ (انڈونیشیا)، امور خارجہ (آسٹریلیا) اور مرکزی محمدیہ کمیٹی (سنگاپور) (95)
87	ورلڈ فورم (کانفرنس): مذہب اور آزادی	جنوری 2005ء/ برازیل	اکومینل آرگنائزیشن آف لاطینی امریکہ اور World Council for churches (WCC)
88	بین المذاہب (تعاون) کانفرنس برائے امن	جون 2005ء/ ہیڈکوارٹر اقوام متحدہ	دنیا کے مختلف ممالک اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کے اشتراک سے
89	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس (خطرناک لمحات)	جون 2005ء/ سوئٹزرلینڈ	WCC
90	بین الاقوامی بین المذاہب وبین التہذیبی (الثقافات)، مکالمہ کانفرنس	اکتوبر 2007ء/ مقدونیہ	مقدونیہ کلچر سنٹر اور UNESCO

91	دورجدید میں بین المذاہب اتحاد، یگانگت وہم آہنگی (سیرت کانفرنس سالانہ)	2006ء/ پاکستان (اسلام آباد)	وزارت مذہبی امور پاکستان (اسلام آباد)	
92	بین المذاہب مکالمہ وتعاون کانفرنس	مئی 2007ء/ کال گرے	اسلامک سپریم کونسل آف کینیڈا (96)	
93	عیسائی مسلم تعلقات (مشرق وسطیٰ اور مغرب)	ستمبر 2007ء/ بیت لحم یونیورسٹی	اسرائیل (اللیچہ سنٹر برائے تراث ومذہبی مطالعہ یروشلم)	
94	مسیحی مسلم مکالمہ کانفرنس	جون 2007ء/ بیت لحم یونیورسٹی	اسرائیل (اللیچہ سنٹر برائے تراث ومذہبی مطالعہ یروشلم)	
95	عالمی راہنمایان مذاہب ملاقات (اشتراک علم، محبت اور درگزر)	نومبر 2007ء/ انڈیا	اللیچہ بورڈ آف مذہبی راہنمایان انڈیا (97)	
96	مکالمہ بین المذاہب کانفرنس	جون 2008ء/ مکہ المکرمہ	شاہ عبدالعزیز فرمان روا مملکت سعودی عرب (98)	
97	عالمی بین المذاہب مکالماتی کانفرنس	جولائی 2008ء/ سپین (میڈرڈ)	مسلم ورلڈ لیڈر (99)	
98	مسیحی مسلم مکالماتی کانفرنس	جولائی 2008ء/ بیت لحم یونیورسٹی	اللیچہ سنٹر برائے تراث اور مذہبی مطالعہ یروشلم	
99	مسیحی مسلم مکالمہ (عالمگیریت اور فلسطینی معاشرے پر اس کے تہذیبی اثرات)	جولائی 2008ء/ بیت لحم یونیورسٹی	اللیچہ سنٹر برائے تراث اور مذہبی مطالعہ یروشلم	
100	امن وبین المذاہب وثقافت مکالمہ (کانفرنس)	نومبر 2008ء/ نیویارک	اقوام متحدہ (100)	

101	عالمی بین المذاہب مکالمہ جنوری 2009ء/ گجرات کانفرنس	حکومت ہندوستان (101)
102	مغرب اور مشرق (کے جون 2009ء/ درمیان) مکالمہ کانفرنس college(EPCC)	The Institute of Interfaith Dialogue(IID)
103	بین المذاہب امن مکالمہ کانفرنس جون 2009ء/ سپین (میڈرڈ 102)	
104	مذاہب ثلاثہ (1 0 3) کمیونٹی نومبر 2009ء /SGI ایجوکیشن کانفرنس	US
105	مغرب ومشرق (بین دسمبر 2009ء/ اوکلاہاما المذاہب) مکالمہ	(104)College(EPCC)
106	مسلم مسیحی مکالمہ کانفرنس 2009ء/ بیت لحم یونیورسٹی	اللیجہ سنٹر
107	دوم کانفرنس آف انٹرفیتھ مارچ 2010ء/ قطر (دوحہ) ڈائیلاگ	
108	تقارب مذاہب (روس اور عالم اپریل 2010ء/ روس (105) اسلام) کانفرنس	
109	بین المذاہب تفاہم کانفرنس اپریل 2010ء/ نیویارک	center for interfaith studies and dialogue.
110	دوسری بین الاقوامی بین مئی 2010ء/ اسلام آباد المذاہب وثقافت مکالمہ (کانفرنس)	وزارت مذہبی امور پاکستان (106)

111	بین المذاہب ہم آہنگی کانفرنس	جون2010ء/ EPCC	Center for Interfait studies and dialogue
112	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس	جولائی2010ء/اقوام متحدہ	جنرل اسمبلی اقوام متحدہ(107)
113	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس	اکتوبر2010ء/امریکہ	انٹرفیتھ سوسائٹی ارتھوڈکس امن فیلوشپ نارتھ امریکہ
114	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس	اکتوبر2010ء	بین المذاہب امن سوسائٹی
115	مغرب ومشرق مکالمہ کانفرنس	نومبر2010ء/EPCC	اوکلاہاما سٹی یونیورسٹی
116	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس	نومبر2010ء/منیلا	اقوام متحدہ
117	بین المذاہب مکالمہ کانفرنس	جنوری2011ء/انڈیا (کیرالہ)	Makkah based (108)world league(MWL)

عہد حاضر کے مکالمہ بین المذاہب کی حقیقت:

مغربی بالادستی کے زیر اثر مکالمہ بین المذاہب عالمگیریت اور نصرانیت پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ ہے اس بات کی حقیقت کے لئے درج ذیل سطور میں خاطر خواہ دلائل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

سابقہ اصول مکالمہ، آداب، مقاصد واغراض اور اہداف کی روشنی میں آج کا مکالمہ بین المذاہب اپنے فوائد کھو رہا ہے اور قارئین کی اکثریت کے نزدیک یہ ایک غیر حقیقی اور لاحاصل موضوع اور کام ہے۔ ہاں یہ چند ایک خودغرض افراد، اداروں اور بعض ممالک کے لئے ضرور ایک مفید مشغلہ اور مقصد تک رسائی کا ایک وسیلہ ہے اور وہ ایک حد تک اپنے ہدف میں کامیاب بھی ہوگئے ہیں، جو عالمی استعماری قوتوں کی عالمگیرت کا ایجنڈا ہے جو دنیا سے سیاسی اور مادی مقاصد کے حصول کے لئے مسلسل گامزن نظر آتے ہیں۔

مکالمہ بین المذاہب کا رخ جب سے تبدیل ہوا ہے یہ غیر واضح اور مبہم میدان میں پوشیدہ ہوگیا ہے ، دنیا کے

مسائل کے حل کے لئے یہ ایک حقیقی اور مخلصانہ کوشش نہیں ہے۔ کیونکہ جن مسائل یا موضوعات پر مکالمہ ہوا ہے بعض چیزوں کو واضح ہونے کے باوجود اختیار نہیں کیا گیا۔ گویا یہ مکالمہ ایک بحث (مشغلہ) برائے شغل ہے اور وقت وپیسے کا ضیاع ہے۔ مثلاً:

اسکندریہ میں ایک عیسائی عالم نے ایک مسلمان نوجوان محمد مختار سے 20 دن مسلسل مکالمہ کیا، نوجوان نے ان کے اسلام پر سارے اعتراضات اور شبہات کو ختم کر دیا اور بالآخر پوپ نے اعتراف کر ہی لیا کہ بیٹا میں تمہارے اس ملک میں عیسائی مبشرین ومبلغین کا صدر ہوں اور ہمارے مقاصد سیاسی ہیں اور یہ مذہبی مکالمہ اس کے لئے ایک وسیلہ ہے۔(۱۰۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی دنیا کمزور ممالک اور خاص کر مسلمانوں کو مکالمے کے دلدل میں پھنسا کر ان کا وقت برباد اور پیسہ ضائع کرنا چاہتا ہے، ترقی کے راستے اس پر بند کرنا چاہتا ہے اور دکھاوے کی کانفرنسوں کا مقصد وقت اور پیسے کے ضیاع کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ مثلاً:

G-8 ممالک کی ایک کانفرنس جاپان میں منعقد ہوئی، صرف جاپان نے اس پر 766 ملین ڈالر خرچ کیے جن میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے 3050 افراد میں سے 600 صرف امریکی اعلیٰ افسر شریک ہوئے۔ ظاہر ہے ہر ملک نے اپنے اپنے افراد پر خرچہ کیا ہوگا، اجلاس بظاہر غربت کے خاتمے کے لئے تھا لیکن غربت ختم کرنے کے لئے صرف ڈیڑھ ارب روپے منظور کئے اور اجلاس پر اربوں ڈالر خرچ کئے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ کانفرنس کے مقاصد اور اور اہداف خفیہ تھے۔(۱۱۰)

مغرب و یورپ میں سیکولرزم سائد ہے اور اس کی بالادستی میں مذہب وسیاست کی عملی دوری ہے اور سیاست وحکومت کے اختیارات سیکولر طبقہ کے ہاتھ میں ہیں اور مکالمے بھی انہی کی خواہش اور قیادت وسرپرستی میں منعقد کئے جاتے ہیں اور خاص مقاصد لئے ہوتے ہیں ورنہ مکالمہ مذاہب کے چیدہ چیدہ علماء ومتخصصین کے درمیان کرایا جاتا اور جو شکوک وشبہات ادیان کے حوالے سے ہیں ان پر بحث ومباحثہ ہوتا اور ان کو دور کیا جاتا لیکن ایسی کوئی بات نہیں محض دکھاوے اور شغل کا ایک سلسلہ ہے اور بحث فی غیر محلّہ لگتا ہے جو عبث اور لایعنی ہے جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

سیمینار اور کانفرنسیں بنام مکالمہ بین المذاہب منعقد کی جاتی ہیں لیکن زیر بحث لائے جانے والے مضامین کا تعلق سیاسی، اقتصادی اور کچھ اور مسائل سے ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس میں عالمی استعماری قوتوں کی طرف سے خاص چیزوں کو اختیار کرنے کے لئے احکامات زیر بحث لائے جاتے ہیں جو مکالمہ بین المذاہب کے موضوع سے خارج موضوعات ہیں جو ان کے مقاصد واہداف اور آداب کے خلاف ہیں۔ بقول ہنٹنگٹن:

''تنازعات اسی وقت پیدا ہوئے جب کوئی ریاست دوسری تہذیب کے افراد پر اپنی اقدار ٹھونسنے یا فروغ دینے

کی کوشش کرتی ہے''۔(۱۱۱)

اس حقیقت پسندانہ بیان کی روشنی میں آج مکالمہ بین المذاہب کی حقیقت کیا ہے؟عالمی استعماری قوتوں کی طرف سے مذہبی اقدار میں مداخلت کی جاتی ہے اور مکالمہ کرتے کرتے ایک عرصہ گزر گیا لیکن نتیجہ کیا ہے؟۔

ہوتا یوں ہے کہ جب کسی معاملے میں مکالمہ ہوتا ہے تو دوسری کاروائیاں روک دی جاتی ہیں جب تک کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو۔موجودہ حالات تو کچھ اور حقیقت بتارہے ہیں یعنی ایک طرف مکالمہ ہورہا ہے تو دوری طرف ریاستوں میں دخل اندازی ومداخلت کا عمل بھی جاری ہے بلکہ دنیا کے نقشے میں ظالمانہ طریقے سے تبدیلی جاری ہے۔خواہ یہ عراق ہو یا افغانستان،کشمیر ہو یا ویتنام یا پاکستان۔

اس قسم کے مکالمات اگر زندگی بھر بھی منعقد کئے جاتے رہیں تو حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا اور نہ کسی قسم کی ظلم وزیادتی کا ازالہ ممکن ہوسکے گا جب تک مدمقابل کے خیالات وحالات کو سمجھنے اور سننے کی کوشش نہ کی جائے اور اس کو احترام نہ دیا جائے تو اس قسم کے حواروں کو منافقت کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے اور اس طرز عمل کو اسلام نے منافقت سے تعبیر کیا ہے اور سختی سے اس کی مخالفت کی گئی ہے۔اس قسم کے مکالمے کے بارے میں ایک معروف عالم دین اور وکیل کی رائے یہ ہے:

''دانشوروں کا ایک بہت بڑا طبقہ جو گزشتہ پچاس سال سے مشرق ومغرب کے درمیان باہم مکالمے کی دعوت دیتا ہے۔سیمینار منعقد کرتا ہے۔۔۔اس مکالمے میں آج تک یہ نظر نہیں آیا کہ مغرب نے اپنی کسی پالیسی پر کسی قدر نظر ثانی کی ہو،بس وہ عالم اسلام ہی سے تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔۔۔ان لوگوں سے کس طرح مکالمہ ہو جو فلسطین کی سرزمین میں کھلی جارحیت،ظلم اور ہٹ دھرمی کا ارتکاب کررہے ہیں اور یاسر عرفات ان سے مکالمہ کرتے کرتے پرکاہ سے ہلکے ہوگئے ہیں اور ہلکان پھر رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ مغرب کے ساتھ کسی مکالمے کی ضرورت نہیں البتہ ان کی یونیورسٹیوں میں اسلام کی وضاحت کی ضرورت ہے''۔(۱۱۲)

یہ مکالمہ اس لئے عبث اور فضول لگتا ہے کہ جب مکالمہ کے ذریعے غلطی اور تساہل معلوم ہوجائے تو اس کے اعتراف کے ساتھ ازالہ بھی کیا جانا چاہئے اگر ممکن ہو لیکن ایسا کبھی نہیں کیا گیا اس کے باوجود کہ اعتراف غلطی بھی کیا اور ازالہ بھی نہیں کیا اور اس طرز عمل سے باز بھی نہیں آتے۔مثلاً:

یہ کہ بلئیر اس کے مشیر اور امریکی تھنک ٹینک اور دنیا کے دوسرے سرکردہ لوگوں نے عراق پر حملہ

ظالمانہ اور ناجائز قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود نہ ہرجانہ ادا کیا اور نہ ازالے کی کوشش کی اور نہ یہ ظالمانہ کاروائی موقوف کردی اور یہی حالت افغانستان کی بھی ہے کہ بغیر کسی جواز اور ثبوت کے امریکہ اس پر قابض ہے اور پاکستان سمیت ان ممالک میں بے شمار انسانوں کے خون کا مرتکب ہو رہا ہے۔

ان مکالمات کے ذریعے سٹیج سے بااثر ممالک دوسروں کے کلچر وتہذیب خاص کر اسلام پر حملہ آور ہوتے نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے دین ومذہب اور عقیدے سے دور کرنے اور اپنا خاندانی نظام تبدیل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ حقوق نسواں بل اور ناموس رسالت کے قانون کی تبدیلی پر اثر انداز ہونا اس کی تازہ اور زندہ مثالیں ہیں اس طرح سے مسلمان معاشرے کو عملاً دو گروہوں میں تقسیم کرنے کے رویے پر مغرب ویورپی دنیا عمل پیرا نظر آتی ہے۔

مذہبی اور غیر مذہبی گروہوں کا مغربی میڈیا پر مسلسل تذکرہ، پاکستانی فوج سے اسلام پسندوں کے اخراج کا دباؤ، ملک کے خیر خواہ لوگوں کی اداروں سے بے دخلی اور معیشت کے شعبے میں ملک کو خودکفیل کرنے والے افراد کی دستبرداری پر دباؤ، مکالمے کے مقاصد کو ضائع کرنے والی بات ہے اور یہ صرف دورنگی لگتی ہے۔

ملکوں کے قانون وانصاف میں دخل دینا اور انصاف کرنے والوں کو ناپید کرنا جیسا کہ مشرف دور میں چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری کے ساتھ ہوا تا کہ استعماری قوتوں کے ظلم کے راستے مسدود نہ ہوں اور وہ اپنے آلہ کار مسلط کردہ ڈکٹیٹروں سے من مانی کاروائیاں کرنے میں سدراہ نہ رہے۔

ان مکالمات کو اکثریت اور عوام دھوکہ نہ سمجھے تو اور کیا خیال کریں؟ کہ ایک طرف ملک کو اقتصادی میدان میں تباہی پر ڈال دیا گیا، روز روز مختلف اشیاء کی قیمتیں بڑھانے کے لئے دباؤ رہا اور عوام کی زندگی اجیرن کردی گئی۔ اس بات پر خاص کر امریکی وزیروں، سینیٹروں کے دورے اور سفیروں کے ڈکٹیشن دینا، (2010ء کے اخبارات اور میڈیا پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے) کسی سے مخفی نہیں ہے۔

یہ مکالمات عالمی سیاست کاری کا ذریعہ ہیں اور مذہب کا صرف نام استعمال کیا جاتا ہے بالفاظ دیگر حالات حاضرہ اور گزشتہ واقعات کے پس منظر میں ان مکالمات کے دو اہم مقاصد منظر عام پر لاتے ہیں:

۱: عالمی سیاست کا راستہ ہموار کرنا۔

۲: مذہب اور خاص کر اسلام (اور مسلمانوں) کو دباؤ میں رکھنا جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ قومیں عالمی استعماری قوتوں کے مقاصد کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں کیونکہ ان عالمی سیاسی اداکاروں کا مذہب سے

کوئی تعلق نہیں اور وہ خالص سیکولر خیالات سے وابستہ لوگ ہیں اور یہی لا مذہبیت کا مطالبہ مسلمانوں سے بھی کیا جارہا ہے جو کسی قدر قابل قبول نہیں (کلا وحاشا)۔

مثلاً: بین الاقوامی مسلم مسیحی کانفرنس اول (1974ء) کے اختتام پر جو تجاویز وسفارشات مرتب ہوئیں ان کا لب لباب یہ تھا کہ:

۱: مسلم مسیحی اپنے اتباع میں ایک دوسرے کو اپنے عقیدے کی تعلیم کی اجازت دیدیں۔

۲۔ مسلم و مسیحی اقلیات کو آزادی ملنی چاہئے اور ان پر تشدد بند ہونا چاہئے۔

۳: فلسطین میں صیہونیت کی ظلم وزیادتی کو روکنا چاہئے اور فلسطینیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا ضروری ہے۔(۱۱۳)

لیکن عملاً کیا ہورہا ہے؟ مسلم معاشروں میں اقلیات کو آزادی کے ساتھ تحفظ بھی حاصل ہے لیکن یہ مسلمانوں پر زبردستی مسلط کئے جارہے ہیں اور غیر ضروری طور پر اسلام کو نشانہ بنارہے ہیں۔ دوسری طرف فلسطین میں اس قدر عمل دخل بڑھایا گیا ہے کہ ان کے حقیقی نمائندے حماس کو ان کے اقتدار سے محروم کیا جاتا ہے اور 15 لاکھ غزہ کے محصورین کے حقوق کو بری طرح پامال کیا جارہا ہے اور ان کو جینے کے حق سے بھی محروم کیا جاتا ہے موجودہ دور میں فریڈم فلوٹیلا کے اوپر اسرائیل کی کاروائی مکالمہ کروانے والوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ ان مکالمات کو عالمی استعمار کے ایجنڈے کی تکمیل کا نام نہ دیں تو اور کیا کہیں؟۔

آج تک ان سے دنیا کے کسی مسئلے کا حل سامنے نہیں نکلا بلکہ الٹا مسلمانوں پر زندگی تنگ کردی جاتی ہے مثلاً: 1954ء کے (حمدون۔ بیروت۔ لبنان) مسلم مسیحی کانفرنس کا مقصد روسی اشتراکیت کے مقابلے میں ایک بلاک بنانے کی ضرورت تھی ورنہ اس میں عرب اسرائیل مشکلات اور فلسطینیوں کے مسئلے کا ذکر ہوتا لیکن ایسا کوئی ذکر اس میں نہیں کیا گیا بلکہ الٹا عربوں کو یہ بات سمجھائی گئی کہ وہ اسرائیلی ریاست اور فلسطین کی تقسیم قبول کریں۔(۱۱۴)

ان مکالمات میں امن وآشتی کی باتیں سٹیج سے ہوتی ہیں لیکن صرف دکھانے اور سنانے کے لئے عملاً اس کے برخلاف کام ہوتا رہا ہے، مثلاً:

فلسطین میں عالمی طاقتیں، امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس وغیرہ اسرائیل کے ساتھ ظلم میں شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔

افغانستان، عراق، پاکستان اور کشمیر میں انسانوں کا خون بہتا نظر آرہا ہے، اس تناظر میں لوگ امن کے دعوے کو دھوکہ نہ سمجھیں تو اور کیا سمجھیں؟۔

ان مکالمات کے سٹیج سے انسانی حقوق کی پاسداری کی باتیں سنائی جاتی ہیں لیکن یہ محض لوگوں کو مطمئن کرنے کا ایک طریقہ ہے، عملاً وہ پامال ہورہے ہیں بلکہ اس کے تناظر میں اسلامی احکامات نشانہ پر رکھے جاتے ہیں مثلاً: مسلم مسیحی تمہیدی ملاقات (1968ء جنیوا سوئٹزرلینڈ) اس غرض کے لئے منعقد کی گئی تھی کہ اس میں اسلام میں مرتد کی سزا کی منسوخی کا راستہ ہموار ہوجائے اور مرتد مسلمانوں کا مسیحیت میں داخلے کا راستہ آسان ہوجائے(۱۱۵) اور عملاً یہ حقوق مسلم ممالک اور دوسرے کمزور ممالک میں پامال ہورہے ہیں خواہ فلسطین ہو یا عراق، کشمیر ہو یا افغانستان، یہ حقوق اگر بڑے ملکوں کے فائدے میں ہوں تو ضرور ان کی طلب وتلاش ہوگی لیکن اگر یہ ابوغریب کے جیلروں، گوانتاناموبے کے مکینوں یا کیوبا کے مسکینوں کے یا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ہوں تو یہ حقوق شمار نہیں ہوتے۔ یہ حقوق اگر امریکہ کے ہاتھوں (1950-1953ء) کوریا کے 25 لاکھ باشندوں کا قتل ہو یا اتنے ہی زخمیوں کا معاملہ ہو، ان کے ہاتھوں ویتنام کی جنگ (1959-1975ء) میں 15 لاکھ سے زائد جنوبی اور 20 لاکھ سے زائد شمالی ویتنامی مارے جانے کا ہو۔ یا سات لاکھ کمبوڈیائی، 56 لاکھ لائبس جبکہ 58 لاکھ اپنے (امریکی) فوجیوں کے قتل کروانے یا افغانستان (9/11) کے بعد (تا مارچ 2010ء) پچاس ہزار افغانی باشندوں کا قتل یا 13 لاکھ (تا 2010 مارچ) عراقی شہیدوں یا اپنے (امریکی) ایک لاکھ کے قریب جانوں کا ضیاع ہو، حقوق کے کسی زمرے میں نہیں آتے۔(۱۱۶)

ان واقعات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بیسویں اور اکیسویں صدی کے یہ مکالمات عالمی استعماری قوتوں کے زیر انتظام واہتمام اور ان کی خواہش پر ہم آہنگی کی یہ باتیں دکھانے اور دھوکہ کے لئے نہیں ہے تو اس کو اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟

اسلام اس قسم کے طرز عمل کو منافقت اور حرام سمجھتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ﴾(۱۱۷)

''وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کررہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکہ میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے''۔

اس دھوکے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ آج کروڑوں انسانوں کا خون ہوچکا جس کی بہرحال قیامت میں

جوابدہی کرنی پڑے گی۔

حوالہ وحواشی جات

1۔ ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا ابی الحسین، معجم مقاییس اللغۃ 2/117، دار الکتب العلمیہ بیروت، ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، العلامہ، ابوالفضل، جمال الدین، لسان العرب 3/383، دار صادر بیروت۔

2۔ المجادلۃ/1۔ ☆۔ الکھف/34، 37، المجادلہ/1

3۔ عبدالحکیم حنفی، اسلوب المجاور فی القرآن الکریم/13، دار المصریہ قاہرہ۔

4۔ Oxford dictionary\462

5۔ القلم/121، جلد/11، 2007ء، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور۔

6۔ سہ ماہی تقریب المذاہب/14، لاہور، جولائی تا ستمبر 2006ء۔

7۔ ایضاً/15۔

8۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے: مسند احمد حدیث زید بن ثابت نمبر 8، ج/11، 6 / 238، دار احیاء التراث العربی بیروت 1991ء۔ ابوداؤد، ح: 2277، دار السلام ریاض، 1999ء۔ سرخسی محمد بن احمد، شمس الائمہ، المبسوط، کتاب الصلوٰۃ 1/37، دار المعرفہ بیروت 1978ء۔

9۔ دیکھئے: ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ 1/258، دار الصادر بیروت 1980ء۔

10۔ الخطیب التبریزی، محمد ولی الدین، الشیخ، مشکوٰۃ 2/44، داالکتب علمیہ بیروت لبنان۔

11۔ بخاری، سید عبدالغفار، ڈاکٹر (NUML)، مقالہ غیر مطبوع۔

12۔ حم السجدۃ/34۔13۔ النمل/125۔

14۔ شبلی، العلامہ، شبلی نعمانی، علامہ، سید سلیمان ندوی سیرت النبی ﷺ 4/91، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، 1991ء۔

15۔ انجیل متیٰ: 15:24، 10:6، کتاب مقدس (New Urdu Bible Version)، Internationational Bible Society, 1820, Jet Stream Drive U S A.

16۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ 3/301، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1995ء۔

17- سہ ماہی تقریب المذاہب/19 'ادارہ تقریب المذاہب اسلامی' پاکستان۔

18- التوبہ/33،الصف/9-19-آل عمران/64۔

20- صحابہ وسفرائے اسلام کے مکالمات کے لئے: دیکھئے: ابن الاثیر علی ابن الاثیر، عزالدین' ابی الحسن' اسد الغابۃ 1/362، تذکرہ حاطب بن ابی بلتعہ، ابن قیم الجوزیۃ، محمد ابن ابی بکر' شمس الدین' زاد المعاد/ 691، پروفیسر محمد اکرام ورک، صحابہ کرامؓ کا اسلوب دعوت وتبلیغ/ 177 تا187، ناشر: مکتبہ جمال کرم، لاہور 2004ء۔

21- ھود/32-22-حم السجدہ/33-23-آل عمران/64-24-البقرۃ/47-25-المائدۃ/66-26-آل عمران/70،71۔

27- احزاب/33-28-التوبۃ/199-29-انعام/106-30-البقرہ/195-31-ایضاً/111۔

32- مقالہ: الشیخ صالح بن حمید، اصول الحوار وآدابہ فی الاسلام/7،8' دارالحدیث قاہرہ مصر۔

33- مقالہ: دکتور احمد جان، درمعارف اسلامی/ 2 8 1،کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، جنور2010ء۔

34- ترمذی، محمد ابن عیسیٰ' حدیث/2499 عن انس، ابواب صفۃ القیامۃ' دارالسلام (کتب الستۃ) 2000ء۔

35- اس سلسلے میں دیکھئے: ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ 1/313، مکالمہ عتبہ ابن ربیعہ مع رسول اللہ ﷺ۔

36- زکی المیلاد، ازمۃ الحوار الاسلامی، مقالہ در ثقافۃ التقریب/3، العدد الاول، جولائی 2007ء۔

37- ترمذی، ح/2317۔

38- مسلم، ح/13،14، کتاب الاقضیۃ' دارالسلام (کتب الستۃ) 2000ء۔

39- البقرۃ/111-40-النمل/ 125-41-القریش/4۔

42- دکتور خالد عبدالحلیم السیوطی، مدرس کلیۃ الآداب، جامعہ جنوب الوادی، مصر، حولیۃ الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد/ 251،2002ء۔

43- الرحمن/10-44-الانفال/61۔

45- آپ کا تعلق علمائے دمشق سے ہے اور اصلاً الجزائری ہیں، آپ 1920ء میں اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ آپ نے مستشرقین سے کافی تعداد میں مکالمات اور ملاقاتیں کی ہیں۔ آپ نے ان پر اسلامی عقیدہ، رواداری اور اسلام کی کشادگی اور حقیقت کو منکشف کیا (بسام داؤد عجک' الحوار الاسلامی المسیحی/218' دار قتیبہ، 1998ء، (بحوالہ الحمصی' محمد حسن' الدعاۃ والدعوۃ الاسلامیۃ المعاصرہ، 1/522، دار الرشید، موسسۃ الایمان، دمشق، بیروت، 1991ء، الزرکلی، خیر الدین، الاعلام

3/221،کوستائسو ماس وشرکاہ1956ء)۔

46۔ آپ نے1936ء میں وفات پائی ہے۔آپ نے بہت سے عیسائی علماء ومستشرقین سے مکالمے کئے ہیں جن میں اکثریت عقیدہ مسیحیت اور عیسیٰ ؑ کے بارے میں عیسائیوں کے عقیدے سے تعلق رکھتا ہے(الاعلام/133،الحوارالاسلامی المسیحی/219)۔

47۔ آپ نے1926ء میں ایک راہب سے مکالمہ کیا جودارالمبشرین اسکندریہ میں20دن مسلسل جاری رہااور کثیر تعداد میں مسلم اور مسیحیوں نے اس میں شرکت کی اور بالآخر راہب نے ہار مان کر اپنے خفیہ مقاصد کااقرار کیا(الصعیدی،عبدالتعال، لماذاانامسلم/132،مکتبۃ الآداب القاہرہ1975ء)۔

48۔ آپ کی تاریخ وفات1976ء ہے۔آپ نے لبنان میں مسلم مسیحی مدون کانفرنس اول میں(1954ء میں) شرکت کی اور پھر امریکہ میں اقوام متحدہ گئے اور کئی ایک مسیحی علماء سے مکالمہ کیا۔آپ اس گلوبل ویلج میں مکالمہ کے پرزور داعی تھی(الدعاۃ والدعوۃ2/877،الحوارالاسلامی/229۔

49۔ آپ انڈونیشیا کے علماء میں سے ہیں ،آپ نے کئی مبشرین اور مسیحی علماء سے مکالمے کئے ،ان میں دومکالمات1968\2\18اور1968\6\9بہت مشہور ہیں(الحوارالاسلامی المسیحی /225-226)۔

50۔ آپ جنوبی افریقہ کے کبار علماء سے تعلق رکھتے ہیں،آپ نے کئی ممالک میں32سے زیادہ مکالمات کئے ہیں جو1944ءتا 1988ء کے درمیان وقوع پذیر ہیں۔آپ نے انجیل میں گہرائی سے مطالعہ عیسائیوں کی اہانت کی وجہ سے شروع کیا تھااور اس میں کمال حاصل کیا(السقا أحمد حجازی ،المناظرۃ الحدیثۃ فی علم مقارنۃ الادیان/ 13، مکتبۃ زہران القاہرہ1988ء الحوارالاسلامی المسیحی /226-232)۔

51۔ آپ کا شمار شام کے مفتیوں میں ہے1912ء میں پیدا ہوئے ہیں،اسلام اور باقی ادیان کے مکالمات کے بانیوں میں سے ہیں جو1987ءاوراس کے بعد کے سالوں میں مذکور ہیں(المرادی محمد خلیل مراد،عرف البشام فیمن ولی الفتوی الشام/230، مطبعۃ زید بن ثابت ، دمشق1979ء،الحوارالاسلامی المسیحی /233، أحمد بن عبدالرحمٰن ، دکتور،دعوۃ التقریب بین الادیان3/1037،دارابن الجوزی،ریاض1422ھ۔

52۔ آپ کانام محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن العثمانی ہے،آپ دہلی کے کیرانہ نامی گاؤں میں1818ء میں پیدا ہوئے ،آپکانسب نامہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ سے جاملتا ہے۔ہندوستان میں انگریز استعمار کے عیسائی مبشر اور راہب فنڈر سے آپ کامناظرہ مشہور ہے جس میں آپ نے اسے خاموش کرا کر بھگایا۔آپ کئی ایک کتب کے مصنف ہیں ان میں اظہار الحق

(عربی) بہت مشہور ہے۔آپ نے 1891ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں (دیکھئے: مقدمہ اظہار الحق/19-34،طبع علیٰ نفقۃ شؤن الدینیۃ،دولۃ قطر،1980ء)۔

53۔ ڈاکٹر صاحب شیخ احمد دیدات کے شاگرد ہیں۔آپ میڈیکل ڈاکٹر ہیں،1965ء کو ممبئی ہندوستان میں پیدا ہوئے،آپ سینٹ پیٹرز ہائی سکول اور چندر چیلارام کالج (ممبئی) ٹوپی والا نیشنل میڈیکل کالج اور یونیورسٹی آف ممبئی سے ایم بی بی ایس (MBBS) کی اسناد حاصل کیں،آپ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (IRF) کے صدر،آئی آر ایف ایجوکیشن ٹرسٹ ﷺ (ممبئی) کے چیرمین اور اسلامک ڈائی مینشنز (ممبئی) کے صدر ہیں۔آپ نے دنیا کے مختلف ممالک میں 1000 سے زائد لیکچر دیئے اور مکالمات کئے۔یکم اپریل 2001ء امریکہ (شکاگو) میں ڈاکٹر ولیم کیمبل کو مناظرہ بنام The Quran and the Bible in the Light of Science میں شکست دی۔آپ کئی ایک کتابوں کے مؤلف ہیں۔دیدات نے آپ کو Deedat Plus قرار دیا (دیکھئے: اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب/31،32، دارالسلام 2006ء)۔

54۔ دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی/239۔

55۔ ان دونوں کانفرنسوں کا مقصد پہلی جنگ عظیم کے بعد عالمی حالات کا جائزہ لینا اور دوسری جنگ عظیم کے لئے تیاری کا ذریعہ تھا۔

56۔ یہ کانفرنس بین المذاہب ہم آہنگی اور مکالمہ بین المذاہب کی ابتدائی کوششوں میں سے ایک ہے۔

57۔ اس کانفرنس کا مقصد جیسا کہ کانفرنس کے موضوعات سے ظاہر ہے،روسی اشتراکیت کے خلاف ایک بلاک اور قوت کو مجتمع کرنا تھا جو ایک سیاسی حربہ تھا جس میں مذہبی بحث محض ایک بہانہ تھا کیونکہ اس میں کس مشکل کے حل کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا تھا اگر یہ ان جیسے مقاصد کے لئے ہوتا تو عرب اسرائیل اور فلسطین کا کوئی نہ کوئی ذکر ہوتا لیکن اس میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

58۔ اس کونسل میں سابقہ کانفرنس اول کو ضم کر دیا گیا تا کہ سابقہ کانفرنس کے فیصلوں پر عمل درآمد کرے۔اس مقصد کے لئے ایک مشترکہ قرارداد پیش کی گئی لیکن عملاً کچھ بھی نہیں کیا اور نہ مسلم مسیحی کانفرنس دوم کا انعقاد کیا بلکہ اس باب کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

59۔ یہ اجتماع اسلام میں مرتد کی سزا کی منسوخی کے لئے ایک کوشش تھی تا کہ اسلام سے لوگوں کو برگشتہ کرنے میں آسانی ہو (دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی/249)۔

60۔ اس ملاقات میں مسلم مسیحی مکالمات کے لئے خصوصی سفارشات پیش کی گئیں۔

61- یہ عالمی کانفرنس تین حضرات کارڈنل، ڈاکٹر ڈانا میکلین گر بلے، پادری جان ویسلے لارڈ (بشپ) اور یہودی پیشوا ربی موریس آئزن ڈراتھ کے خوابوں کا ثمر ہے۔ (دیکھئے: اسلام اور عصر جدید، ج/3، شمارہ/1، جنوری 1971ء)۔

62- یہ علمی مجالس اسلامی شریعت کے حوالے سے مذکورہ شہروں اور ملکوں میں 1972ء تا 1974ء منعقد ہوتے رہے ہیں اور اسلام کے ہر ہر نظام کا مطالعہ اور جائزہ اس میں لیتے رہے ہیں (دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی / 250، ندرات علمیہ/5)۔

63- اس کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مسلم مسیحی ایک دوسرے سے اختلاط رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ عقیدے اور کلچر میں سختی نہ برتیں بالفاظ دیگر نائجیریا، انڈونیشیا، پاکستان، ہندوستان، مصر، غانا، الجزائر اور بنگلہ دیش وغیرہ میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے حالات بہتر کرنے کے لئے ایک کوشش تھی (دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی / 256)۔

64- اس کانفرنس کے مقاصد میں سے ایک یہ تھا کہ مسلمان اپنے دین کی طرف دعوت دینا بند کر دیں جبکہ عیسائی مبشرین مسلمان معاشرہ میں اپنی تبلیغ کے غلغلے مچا رہے ہیں (دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی / 260)۔

65- حقیقت میں اس کانفرنس کا مقصد جنوب مشرقی ایشیا میں مسلم مسیحی سیاسی واجتماعی اشتراک کی راہ ہموار کرنا تھا۔

66- اس کانفرنس میں چند ایک سفارشات متفقہ طور پر پیش کی گئیں ان میں سے یہ بھی تھا کہ (۱) صیہونیت ایک ظالم، عنصری اور فلسطین میں غاصب جنگی تحریک ہے (۲) فلسطینی عوام کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور صیہونیوں کی جیلوں میں بند فلسطینی اور ان کی زمین کے قبضہ کو ان سے رہا کیا جائے لیکن جب یہ سفارشات ویٹکن میں پیش ہوئیں تو ان سے انکار کیا گیا (دیکھئے الحوار الاسلامی المسیحی / 264-265۔

67- اس کانفرنس میں اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ اسلامی ممالک میں تبشیری مشنریوں نے یورپی ممالک کی خدمت کی اور ان ممالک میں انہوں نے اسلامی عقیدے کی فساد کی کوششیں کیں، خاص کر انڈونیشیا اور افریقہ میں (ایضاً/266)۔

68- اس کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مکالمہ کے میدان میں داخل ہونے پر ابھارا جائے کہ یہ دور (گلوبل) مکالمے کا دور ہے۔

69- نوجوان مسلم اور مسیحیوں کو آپس میں تعاون پر ابھارنا اس کانفرنس کا مقصد قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس وقت فلفین میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان کشمکش جاری تھی۔ ان دونوں کانفرنسوں کا مقصد ان کو کم کرنا تھا۔

70- ایضاً۔

71- اس کانفرنس میں زیادہ تر کلام اللہ (وحی) کے حوالے سے مباحث پر بات ہوئی اور کوشش یہ رہی کہ اس کو مشکوک قرار دیا جائے اس کانفرنس سے کسی قسم کی سفارشات صادر نہیں ہوئیں۔

72۔ اس کانفرنس کے موضوعات میں آپ ﷺ کی کثرت زوجات اور مقدس مقامات (مکہ) میں غیر مسلموں کے دخول پر پابندی موضوع بحث رہی۔

73۔ اس کانفرنس کے مقاصد میں سے ایک فلسطین میں مقدس مقامات (مسیحیہ اسلامیہ) موضوع بحث رہے اور بیت المقدس (قدس) باہمی امن سے رہنے پر زور دیا۔ کسی نے اس کو صیہونیت کی خدمت اور اہداف کا محافظ قرار دیا ہے (الحوار الاسلامی المسیحی / 278، 279) اس کے علاوہ ایک کانفرنس 1982ء میں بین الاقوامی کانفرنس برائے ادیان یمن میں ہوئی (دعوۃ تقریب بین الادیان 3 / 1302)۔

74۔ دیکھئے: عالم اسلام اور عیسائیت (ماہنامہ) / 14، ج/ 3، شمارہ/ 3، مارچ 1993ء، ایضاً/ 56، ج/ 9، ش/ 1، جنوری مارچ 1999ء، سہ ماہی، مغرب اور اسلام، اسلام آباد، ص/ 46، 47، ج/ 3، شمارہ/ 3، جولائی دسمبر 1999ء۔

75۔ دیکھئے: حوالہ جات سابقہ۔

76۔ ایضاً۔

77۔ یہ کانفرنس اسی نام سے 1997ء میں لاہور میں بھی منعقد ہوگئی تھی۔

78۔ یہ مکالمہ (کانفرنس) 1994ء کی طرح جون 1995ء، فروری 1998ء، ستمبر 2000ء میں برابر منعقد ہوتا رہا ہے۔

79۔ دیکھئے: دعوۃ التقریب بین الادیان 4 / 1404، 1711۔

80۔ دیکھئے: دعوۃ التقریب بین الادیان 4 / 1377، 1712۔

81۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے: اشراق، ماہنامہ، لاہور، ج/ 9، شمارہ/ 3، مارچ 1997ء، ص/ 53 اور اس کے بعد۔

82۔ یہ کانفرنس اسی نام سے 2003ء لاہور میں بھی منعقد ہوگئی تھی۔

83۔ یہ کانفرنس (ورکشاپ) 1998ء میں بھی منعقد ہوئی ہے۔

84۔ دیکھئے: دعوۃ التقریب بین الادیان 4 / 1380، 1712۔

85۔ ایضاً 3 / 1127، 4 / 1712۔ 86۔ دیکھئے: سابقہ حوالہ جات۔

87۔ اس سیمینار میں تینوں الہامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) کے پیروکار شریک ہوئے۔ اس میں بطور خصوصی ماخام (راہب) یہودی سفاردیم (الیاھو باکشی) شریک ہوا (جریدہ الشرق الاوسط: عدد (7023) 1998-2-19۔ دعوۃ التقریب بین الادیان 2 / 627۔

88۔ اس کانفرنس میں مکالمہ اور اس کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ Google.Com

89۔ یہ کانفرنس 2009ء میں بھی منعقد ہوئی تھی۔

90۔ یہ کانفرنس 2004ء میں نئی دہلی میں بھی منعقد ہوئی تھی۔

91۔ www.santagidio.org

92۔ 1998ء تا 2001ء کو، مکالمہ ثقافت و ادیان کا دور قرار دیا گیا ہے۔

93۔ upsana.dr@satyan.net.ru

94۔ دیکھئے: غیر رواداری اور تشدد (کانفرنس مقدمہ) مرتبین: انڈریاس بشتیہ و طاہر محمود۔ نرالی دنیا پبلی کیشنز، نئی دہلی 2004ء۔

95۔ علاوہ ازیں بین المذاہب ہم آہنگی اور مکالمہ بین المذاہب اور بین التہذیبی و ثقافتی تقارب و ہم آہنگی پر وزارت مذہبی امور پاکستان (اسلام آباد) 2003ء تا حال 2010ء باقاعدہ سالانہ کانفرنس کا انعقاد کرتا رہا ہے۔

96۔ اس کانفرنس میں پاکستان سے مولانا محمد حنیف جالندھری، مفتی منیب الرحمٰن، ریاض حسین نجفی اور بشپ سموئیل عزرایاہ وغیرہ نے شرکت کی (سہ ماہی تقریب المذاہب/20، ستمبر 2006ء)

97۔ ٹائم میگزین، اکتوبر 20، 2005ء۔

98۔ www.interfaith.dialogue.basics.eu.

99۔ شاہ سعودی عرب نے اس کانفرنس میں علمائے اسلام سے مکالمہ بین المذاہب کی اجازت حاصل کی اور دوسرے مذاہب کے لیڈروں سے مکالمے پر زور دیا۔

100۔ یہ کانفرنس شاہ مملک سعودی عرب کے نظریے کے تحت اور خواہش پر منعقد کی گئی اور شاہ نے خود بھی اس میں شرکت کی۔

101۔ روزنامہ اوصاف، 3 دسمبر 2008ء۔ سہ ماہی المباحث الاسلامیہ، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں، (اس قسم کی ایک کانفرنس مذہبی امور پاکستان نے بھی منعقد کی ہے بنام: بین التہذیبی و بین الثقافتی تقارب و ہم آہنگی 2008ء)۔

102۔ دلائی لاما نے اس کانفرنس کی صدارت کی۔

103۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اسلام میں عورتوں کے حقوق پر مقالہ پڑھا۔ artical.wn.com

104۔ یہودیت، نصرانیت اور اسلام۔

105۔ دیکھئے: Gogle.interfiathdialogue

106۔ اس سلسلے کی ایک اور کانفرنس ستمبر 2009ء میں ماسکو میں منعقد کی گئی تھی (الشباب الیمنی) www.yemen.com

107۔ www.The freelibrary.com\.second+world+conference+on+inter-religios+and

intercivilization.

108 ۔ یہ کانفرنس حسب سابق شاہ عبدالعزیز فرمانروا حکومت سعودی کی خواہش پر منعقد ہوئی تھی۔

109۔ یہ کانفرنس شاہ عبدالعزیز کی تجویز کردہ رائے کے مطابق طے شدہ ہے لیکن مجھے اس وقت تک معلوم نہیں ہے کہ آیا یہ کانفرنس منعقد ہو چکی ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں بہت ساری اور کانفرنسیں دنیائے عالم میں منعقد ہو چکی ہیں تاہم میں نے ان میں سے چیدہ چیدہ اور اہم اور مشہور کانفرنسوں کا تذکرہ کر دیا ہے۔

110۔ دیکھئے: عبدالمتعال الصعیدی، لماذا انا مسلم 4/132، الحوار الاسلامی المسیحی /223۔

111۔ دیکھئے: تعمیر ملت/279، سید معروف شاہ شیرازی، ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی کالج روڈ، سٹی پلازہ B-4، 2002ء۔

112۔ سیموئیل پی ہنٹنگٹن، تہذیبوں کا تصادم اور عالمی نظام کی تشکیل نو/258، آکسفورڈ، 2003ء۔

113۔ دیکھئے: تعمیر ملت/279، سید معروف شاہ شیرازی، ایڈوکیٹ۔

114۔ دیکھئے: الحوار الاسلامی المسیحی /259۔

115۔ ایضاً/243، 244۔

116۔ ایضاً/249۔

117۔ ترجمان القرآن، لاہور/41، مارچ 2010ء۔

118۔ البقرۃ/9۔